



طریقہ کے پرخطر راستوں پر چلنے والوں کی
رہنمائی کے لیے ایک پر اثر تحریری بیان



www.sirat-e-mustaqeem.com

پیر اعتراض منع ہے

- | | | | |
|----|---------------------------------|----|------------------------|
| 15 | ● کامل پیر پر اعتراض کے نواسباب | 2 | ● مجرم سے منہ موڑ لو |
| 46 | ● ناکام مرید | 26 | ● مرید کے لیے زہر قاتل |
| 51 | ● مرشد کی اطاعت کا صدقہ | 29 | ● پیر معصوم نہیں |



پیش کش: مرکزی مجلس شوری
(دعوت اسلامی)



اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿ بیر پر اعتراض منع ہے ﴾

﴿ درود شریف کی فضیلت ﴾

دو عالم کے مالک و مختار باذن پروردگار، مکی مدنی سرکار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ
سَلَّمَ کا فرمانِ ذی وقار ہے: جس نے مجھ پر سو مرتبہ دُرُودِ پاک پڑھا اللہ تعالیٰ
اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ نفاق اور جہنم کی آگ
سے آزاد ہے اور اُسے بروزِ قیامت شہدائے کرام کے ساتھ رکھے گا۔

(مجمع الزوائد، کتاب الادعیۃ، باب فی الصلوۃ علی النبی۔۔ الخ، الحدیث: ۱۷۲۹۸، ج ۱، ص ۲۵۳)

﴿ جاتا ہے تو جانے دو ﴾

ایک لڑکا گھر سے بھاگنے کا عادی تھا، بار بار بھاگتا اور ماں باپ اسے تلاش
کرتے پھرتے۔ جب ڈھونڈ کر لاتے تو پھر کچھ عرصہ کے بعد بھاگ جاتا، آخر
کار ماں باپ اس کے بار بار بھاگنے سے تنگ آگئے اور ایک مردِ کامل کی بارگاہ
میں حاضر ہو کر عرض کی کہ ہمارا لڑکا یوں کرتا ہے۔ اس مردِ کامل نے
دینہ

① مبلغِ دعوتِ اسلامی و نگرانِ مرکزی مجلسِ شوریٰ حضرت مولانا حاجی محمد عمران عطاری سَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بیان شیخِ طریقت،
امیرِ اہلسنت دامت بركاتہم الغالیہ کی شبِ ولادت ۲۶ رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ بمطابق اکتوبر ۲۰۰۷ء کو تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر
غیر سیاسی تحریک و دعوتِ اسلامی کے عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ باب المدینہ کراچی میں سنتوں بھرے اجتماع میں فرمایا۔
۲۴ شوال المکرم ۱۴۳۳ھ بمطابق ۱۲ ستمبر ۲۰۱۲ء کو ضروری ترمیم و اضافے کے بعد تحریری صورت میں پیش کیا جا رہا ہے۔
(شعبہ رسائل دعوتِ اسلامی مجلسِ المدینۃ العلمیہ)

کہا: ”تمہاری محبت کی زیادتی نے اُس کو ایسا بنا دیا ہے، اب اگر بھاگے تو تم اس کی پروا نہ کرنا، خود پریشان ہو کر جب واپس آئے گا تو کبھی نہ بھاگے گا۔“ چنانچہ ماں باپ نے ایسا ہی کیا اور اس مردِ قلندر کی بات پر عمل کیا اور اسے نہ ڈھونڈا، آخر کار پریشان حال، دکھی، ٹھوکریں کھاتا، گرتا پڑتا ماں باپ کے پاس پہنچا تو پھر کبھی ماں باپ کو چھوڑ کر نہ گیا۔ (تفسیر نعیمی، ج ۲، ص ۷۷۷)

﴿ مجرم سے منہ موڑ لو ﴾

مفسرِ شہیر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْخَیْرُ تفسیرِ نعیمی میں حضرت سیدنا علامہ اسماعیل حقی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْخَیْرُ کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں: شیخ طریقت کو چاہیے کہ مریدین کی ایک دو غلطیاں تو معاف کرے لیکن جب محسوس کرے کہ مرید جرم کا عادی ہو چکا ہے تو اس سے تعلق توڑ دے، اسے خود سے بالکل دور کر دے، اب وہ کتنی ہی آہ و زاری کرے کتنا ہی روئے دھوئے مگر اسے اپنے پاس نہ بلائے، بلکہ اس سے کہہ: کچھ دن مجرموں کے ساتھ رہ کر ان کا انجام دیکھ، پھر جب تمہیں ان کی حرکات سے پوری نفرت ہو جائے تب میرے پاس آنا کہ تمہیں ہماری صحبت کی قدر ہو اور پھر تم جرم سے باز رہو۔ مزید فرماتے ہیں: کبھی فراق (جدائی) بھی ذریعہ وصالِ دائمی (ہمیشہ کے ملاپ کا ذریعہ) ہو جاتا ہے، ہجر (جدائی) سے وصال کی قدر

ہوتی ہے۔ (تفسیر نعیمی، ج ۲، ص ۲۲۶ بحوالہ تفسیر روح البیان، ج ۱، ص ۳۵۹)

﴿ پیر کی ناراضی ﴾

معلوم ہوا اگر کسی غلطی پر پیر صاحب جلال فرما دیں یا پوچھ گچھ کر لیں تو بُرا نہیں منانا چاہئے اگرچہ بسا اوقات نفس پر گراں گزرتا ہے اور ایسے موقع پر شیطان بھی نادان مُریدوں کے دل میں بدگمانی کی آگ کو خوب بھڑکاتا ہے جس میں نادان مُریدوں کو اکثر مبتلا ہوتے بھی دیکھا گیا ہے۔ لہذا ایسے مواقع پر یاد رکھنا چاہئے کہ جس طرح مُرید پر پیر کے حقوق ہیں اسی طرح پیر پر بھی مرید کے کچھ حقوق ہیں۔ جن میں سرفہرست مرید کی اصلاح و ہدایت کے لئے ہمہ تن کوشاں رہنا ہے اور اصلاح کے لئے نرمی و گرمی دونوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ جیسا کہ مفسرِ شہیر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں:

استاد شاگردوں پر اور پیر مریدوں پر ناراض ہو سکتا ہے۔

(مرآۃ المناجیح، کتاب الایمان، باب القدر، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۰۷)

﴿ مرشد کو فوراً راضی کر لو ﴾

حضرت سیدنا امام عبد الوہاب شعرانی قُدِسَ سِرُّہُ التَّوَرٰثِی (متوفی ۹۷۳ھ) ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کسی کامرشد اس سے ناراض ہو جائے اور اسے اپنی خطا و غلطی

یا تصور بھی معلوم نہ ہو تب بھی اس پر لازم ہے کہ فوراً ہی اپنے مرشد کو راضی کرنے کی کوشش میں لگ جائے۔ کیونکہ جو مرید فوراً اپنے مرشد کو راضی کرنے کی کوشش نہ کرے تو یہ اس کی ناکامی کی دلیل و علامت ہے۔ مزید ارشاد فرماتے ہیں: میں نے اپنے پانچ سالہ بیٹے کو یہ کہتے سنا کہ ابا جان! سچا مرید وہ ہے کہ جب مرشد اس پر ناراض ہو جائے تو اس کی روح نکلنے کے قریب آجائے اور وہ نہ کھائے نہ پئے نہ ہنسنے اور نہ سوئے، یہاں تک کہ اس کے پیر و مرشد اس سے راضی ہو جائیں۔ (الانوار القدسیہ فی معرفۃ قواعد الصوفیہ، الجزء الثانی، ص ۷۷)

دُعا منگیا کرو سنگو!
کتنے مرشد نہ رُس جاوے
جنہاں دے پیر رُس جاندے
او جیندے جی مرے رہندے

﴿مریدوں کو راضی کرنے والا پیر﴾

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! افسوس! صد افسوس! دیگر اعمال و عقائد کی طرح ہم طریقت کے میدان میں بھی کمزور ہوتے جا رہے ہیں۔ آج کے دور میں پہلے جیسے پیر کامل کہیں نظر آتے ہیں نہ مرید کامل۔ اگر کہیں پیر کامل ہے تو مرید کامل نہیں اور اگر مرید کامل ہے تو پیر کامل اور جامع شرائط

نہیں کہ مرید آخری نجات کے حصول کے لیے اپنے پیر کی رضا چاہے اور اس کے لیے کوشش کرے۔ مگر اس پُر فتن دور میں ایک ہستی ایسی بھی ہے جس کا انداز باقی جہاں سے نرالا ہے اور وہ ہستی ہیں پندرہویں صدی کی عظیم علمی و روحانی شخصیت، شیخ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ - آپ کی حیاتِ طیبہ کا مشاہدہ کرنے والے اسلامی بھائی اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ آپ کا کسی مرید سے ناراض ہونا تو درکنار، اگر کسی مرید کی اصلاح فرماتے ہوئے یا کسی بھی وجہ سے یہ خیال بھی آپ کے دل میں پیدا ہو جائے کہ فلاں اسلامی بھائی کی میری وجہ سے دل آزاری ہوئی ہے تو اس سے معافی مانگنے میں ذرہ برابر دیر نہیں فرماتے۔ چنانچہ،

۲۲ ربیع النور شریف ۱۴۳۱ھ کو امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی بارگاہ میں کچھ ذمہ دارانِ جامعات المدینہ حاضر تھے، ایک مدنی اسلامی بھائی نے عرض کی: ہمارے حیدرآباد کے طلبہ اپنے اپنے کرائے پر باب المدینہ کے تربیتی اجتماع میں آئے ہیں۔ اس پر امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے تحسین کے کلمات ادا کرنے کے بعد فرمایا کہ آپ کا شہر قریب ہے کرایہ کم لگتا ہے، پنجاب والے بھی اپنے اپنے کرائے پر آتے ہیں ان معنوں میں وہ زیادہ لائق تحسین ہیں۔ کچھ دیر

کرائے پر باب المدینہ کے تربیتی اجتماع میں آئے ہیں، اس پر تحسین کے فوراً بعد میرے منہ سے نکلا کہ ”آپ کا شہر قریب ہے کرایہ کم لگتا ہے، پنجاب والے بھی اپنے کرائے پر آتے ہیں۔“

اپنی سبقتِ لسانی پر نادم ہوں، ڈرتا ہوں کہیں آپ کی دل شکنی نہ ہو گئی ہو، اگر یہ ایذا رسانی تھی تو توبہ کرتا ہوں، آپ سے بھی معافی مانگتا ہوں، مجھے وہ جملہ نہ کہنا چاہئے تھا، برائے کرم مجھے معاف فرمادیجئے۔ جو اسلامی بھائی اُس وقت حاضر تھے ممکن ہو تو ان کو بھی میری توبہ پر مطلع فرما کر احسان بالائے احسان فرما دیجئے۔ چاہیں تو ان کو میری تحریر کا عکس بھی دے سکتے ہیں، مجھے معافی سے نواز کر مطلع فرمادیجئے تو کرم بالائے کرم ہو گا۔

مدنی پھول ﴿﴿ اَلَسِّرُ بِالْسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةُ بِالْعَلَانِيَةِ ﴾﴾ یعنی خفیہ گناہ کی

خفیہ توبہ اور علانیہ کی علانیہ۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث: ۳۳۱، ج ۲۰، ص ۱۵۹)

100 روپے آپ کی نذر ہیں، چاہیں تو مٹھائی کھا کر غم غلط کر لیجئے۔

۲۴ ربیع النور شریف ۱۴۳۱ھ

معلوم ہوا کہ شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَكَاتُہُمُ الْعَالِیَہ جہاں حُقوقُ اللہ کے معاملے میں حد درجہ محتاط ہیں وہاں حُقوقُ الْعِبَاد کے معاملے میں بھی بے حد احتیاط برتتے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں: حُقوقُ اللہ اگر اللہ

عَوَّجَلَّ چاہے تو اپنی رحمت سے معاف فرمادے گا مگر حقوق العباد کا معاملہ سخت تر ہے کہ جب تک وہ بندہ جس کا حق تلف کیا گیا ہے، معاف نہیں کریگا اللہ عَوَّجَلَّ بھی معاف نہیں فرمائے گا اگرچہ یہ بات اللہ عَوَّجَلَّ پر واجب نہیں مگر اس کی مرضی یہی ہے کہ جس کا حق تلف کیا گیا ہے اس سے معافی مانگ کر راضی کیا جائے۔

﴿ ہزاروں کے مجمع میں معافی ﴾

ضلع مظفر گڑھ (پنجاب) کے قصبہ گجرات کے مقیم اسلامی بھائی کے بیان کا خلاصہ ہے: غالباً 1988 میں پتا چلا کہ قبلہ امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کوٹ اڈو بیان کے لئے تشریف لارہے ہیں۔ ہمارے بچانے امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی بارگاہ میں عرض کی: حضور! ملتان سے کوٹ اڈو جاتے ہوئے راستے میں ہمارا قصبہ گجرات آتا ہے، اگر کرم فرمائیں اور ہمارے گھر کی دعوت قبول فرمائیں تو مہربانی ہوگی۔ آپ نے شفقت فرماتے ہوئے ہاں کر دی اور یوں ہمارے قصبہ میں آنے کا طے ہو گیا۔ سارے خاندان میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور قصبے میں ہر طرف یہ دھوم مچ گئی کہ زمانے کے ولی تشریف لارہے ہیں۔ گھر کے افراد نے خوشی میں نئے کپڑے پہنے، گھر کو صاف کرنے اور

سجانے کا اہتمام کیا گیا، میدان میں پانی کا چھڑکاؤ کروایا گیا۔ انتظار ہوتا رہا مگر آپ تشریف نہ لاسکے۔ سب کو تشویش ہوئی کہ ”اللہ خیر کرے“، بہر حال وقت گزرنے کے بعد والد اور چچا شکستہ دلی سے اجتماع میں شرکت کیلئے کوٹ اڈو روانہ ہو گئے۔ اجتماع کثیر تھا، مگر جب امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ منج پر تشریف لائے اور آپ کی نظر میرے چچا پر پڑی تو آپ نے ہزاروں لوگوں کے سامنے چچا کے آگے ہاتھ جوڑ لئے اور فرمایا: مجھے معاف فرمادیں میں آپ کے گھر حاضر نہ ہو سکا، آپ کی دل آزاری ہوئی ہوگی۔

یہ دیکھ کر چچا کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے، بعد میں معلوم ہوا کہ ڈرائیور کی غلطی سے کوٹ اڈو کیلئے وہ راستہ اختیار کیا گیا جس راستے میں ہمارا قصبہ نہیں پڑتا تھا اور یوں سب دوسرے راستے سے کوٹ اڈو جا پہنچے۔ اب وقت اتنا ہو چکا تھا کہ واپسی ممکن نہ تھی۔

ایہہ تَن میرا چَشْمَان ہووے، مرشد ویکھ نہ رَجَاں ھو
لُون لُون دے مڈھ لکھ لکھ چَشْمَان ھک کھولان ھک کَجَاں ھو
اِتیاں ڈٹھیاں صبر نہ آوے ھور کِتے وَل بھَجَاں ھو
مرشد دا دیدار ھے باھو لکھ کروڑاں حَجَاں ھو

مشکل الفاظ کے معانی و مفہوم

ایہہ تَن مِیرا (میرا یہ سارا جسم) چَشَمَان (آنکھیں) رَجَاں (جی بھر جانا)
لُون لُون (بدن کا ہر ایک انگ، جز) مُڈھ (جڑ) کَجَاں (بند کرنا، ڈھک دینا) کِتے وَل
(کس طرف) بَہَجَاں (بھاگنا) مرشد دا دیدار (مرشد کی زیارت)

حضرت سلطان بابو رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اپنے مشہور زمانہ عارفانہ کلام میں فرماتے ہیں: کاش میرا یہ سارا بدن آنکھ بن جائے، بلکہ ہر روئیں کے ساتھ لاکھوں آنکھیں پیدا ہو جائیں تاکہ ایک بند کروں تو دوسری کھل جائے پھر بھی میرا جی مرشد کے دیدار سے نہ بھرے گا۔ اس قدر دیکھنے کے باوجود بھی کسی کروٹ قرار نہیں کیونکہ دوسرا اس جیسا کوئی ہے ہی نہیں کہ جس کی طرف بھاگ کر جاؤں، بلکہ مرشد کی زیارت تو میرے لیے لاکھ کروڑ حج کے برابر ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی امیر اہلسنت پر رَحْمَت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مریدین و متعلقین کا اپنے پیرو مرشد اور امیر سے مُعافی مانگنا تو سمجھ میں آتا ہے مگر ایک ایسی ہستی جو مرجع خلائق ہو اور لاکھوں مسلمان اس کے دامنِ کرم سے وابستہ ہو کر اس کے مرید بن چکے ہوں، وہ اس طرح عاجزی اپناتے ہوئے اپنے مریدوں سے مُعافی مانگنے میں عار

محسوس نہ کرے تو یہی کہا جاسکتا ہے کہ یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا امیر اَبْلَسَّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمْ
الغالیہ پر خصوصی کرم ہے۔ آپ کا یہ انداز ہر مسلمان کے لئے مشعلِ راہ ہے۔

میرا پیر، میرا پیر، میرا پیر، میرا پیر، میرا پیر

چور ڈاکو آندے نے، نمازی بن جانے نے
عاشق لندن پیرس دے حاجی بن جانے نے
مٹھا مرشد دیکھو تقدیراں اے سنواردا

میرا پیر، میرا پیر، میرا پیر، میرا پیر، میرا پیر

مرشد دا دیدار دے باہو، لکھ کروڑاں جہاں ھو
کئی پیاری گل اے دسی سانوں حضرت باہو
جلوا دیکھو مرشد دا، سینہ پیا ٹھاردا

میرا پیر، میرا پیر، میرا پیر، میرا پیر، میرا پیر

نہ میں عالم نہ میں حافظ نہ میں ناظم نہ میں قاری
مرشد نال ہوئی یاری ہو گیا یارو عطاری
ثالا رکھے قائم رکھے سگ عطار دا

میرا پیر، میرا پیر، میرا پیر، میرا پیر، میرا پیر

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

ناشکری

دو عالم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار، کئی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذی وقار ہے: جس پر کوئی احسان کیا جائے اور وہ طاقت رکھتا ہو تو اس احسان کا بدلہ ضرور دے ورنہ احسان کرنے والے کی تعریف ہی کر دے کیونکہ جس نے احسان کرنے والے کی تعریف کی اس نے شکریہ ادا کیا اور جس نے کسی کے احسان کو چھپایا اس نے ناشکری کی۔

(ترمذی، ابواب البر والصلة، باب اجاء فی الممتنع۔۔۔ الخ، الحدیث: ۲۰۴۱، ج ۲، ص ۴۱۷)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غور فرمائیے! جب کسی کا احسان چھپانا کفرانِ نعمت یعنی ناشکری ہے تو اس شخص کی ناشکری کا عالم کیا ہو گا جو اپنے سب سے بڑے محسن یعنی پیر و مرشد کے احسان کو لیکھت بھلا دے جن کی برکت سے اسے اپنی اور اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی پہچان ملی۔ چنانچہ،

فتاویٰ رضویہ شریف میں اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، مجددِ دین و ملت، پروانہٴ شمعِ رسالت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن نے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ النَّوٰی کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ شیخ کی تعظیم خالق کائنات کی تعظیم ہے اور شیخ کی نعمت کا شکر اس نعمت کو عطا کرنے والے اللہ کا شکر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲، ص ۸۵۔۔۔ کلمات طیبات فصل چہارم در مکتوبات شاہ ولی اللہ دہلوی مطبعِ مکتبائی دہلی ص ۱۶۳) جو شخص اپنے محسن کے احسانات

بھول جائے، ان کا تذکرہ کرے نہ شکریہ ادا کرے تو وہ قُربِ خداوندی سے بھی محروم رہتا ہے۔ جیسا کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ نصیحت نشان ہے: جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر گزار بھی نہیں ہو سکتا۔

(ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی شکر المعروف، الحدیث: ۴۸۱۱، ج ۴، ص ۳۳۵)

﴿ پیر کا مل کو تکلیف دینا ﴾

اللہ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: جس نے کسی مسلمان کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو تکلیف دی۔

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۳۶۰۷، ج ۲، ص ۳۸۷)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! جب کسی عام اسلامی بھائی کو تکلیف دینا حرام و جہنم میں لے جانے والا کام اور اللہ و رسول عَزَّوَجَلَّ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تکلیف دینا ہے تو جو بد نصیب اپنے پیر و مرشد کی دل آزاری کا باعث بنے کیا اس پر رب تعالیٰ غضب نہ فرماتا ہوگا؟ چنانچہ،

﴿ اولیائے کا ملین سے دشمنی کا وبال ﴾

مروی ہے کہ ایک دن امیر المومنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی

اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی میں تشریف لائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے روضہ انور کے پاس بیٹھے آشک بہا رہے ہیں، سبب دریافت فرمایا تو حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ مجھے اس بات نے رُلا یا ہے جو میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سنی ہے کہ تھوڑی سی ریاکاری بھی شرک ہے اور جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کسی ولی سے دشمنی کی اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اعلان جنگ کیا۔

(ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب من تربی لہ السلامۃ من الفتن، الحدیث: ۳۹۸۹، ج ۴، ص ۳۵۱)

﴿ کچھ ولی پوشیدہ ہوتے ہیں ﴾

حکیمُ الامّت حضرت سیدنا مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَعُی (متوفی ۱۳۹۱ھ) اس حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: میرے رونے کی وجہ یہ ہے کہ حضور انور (صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دوستوں کی ایذا، رب سے جنگ ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اولیا ایسے چھپے ہوئے ہیں کہ ان کی پہچان بہت مشکل ہے بہت دفعہ پڑوسیوں دوستوں سے شکر رنجی ہو جاتی ہے ممکن ہے کہ ان میں سے کوئی ولی اللہ ہو اور ان کی تکلیف میرے لیے مصیبت بن جاوے۔

(مراۃ المناجیح، کتاب الرقاق، باب الریاء السمعیۃ، ج ۷، ص ۱۳۸)

﴿ کامل پیر پر اعتراض کے نو اسباب ﴾

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مرشدِ کامل کے در پر عمر گزارنے کے باوجود بعض لوگ اکتسابِ فیض سے محروم رہتے ہیں، آخر کیوں؟ غور کرنے پر معلوم ہو گا کہ یہ لوگ مرشدِ کامل کے افعال و اقوال کو عقل کے ترازو میں تولتے ہیں، جب کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی تو مرشد پر طرح طرح کے اعتراضات کرنے لگتے ہیں۔ لہذا یاد رکھئے کہ کامل پیر و مرشد پر اعتراض کا سبب اکثر اوقات قلبی خباثت (دل کی گندگی) ہوتی ہے مگر بسا اوقات کچھ ظاہری اسباب بھی اس کے محرک بن جاتے ہیں۔ آئیے ان اسباب پر ایک نظر ڈالتے ہیں تاکہ ان کا علاج کر کے ہم شیطانی وسوسوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں اور آخرت میں مرشد کی محبت دل میں بسائے ان کے جھنڈے تلے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر دُرود و سلام کے نذرانے پیش کرتے ہوئے بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوں۔

﴿ پیر پر اعتراض کا پہلا سبب ﴾

بعض مرید کافی عرصہ خدمتِ مرشد میں گزار دیتے ہیں اور جب کسی مقام پر نہیں پہنچ پاتے تو یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ انہوں نے تو مرشد کی

خدمت کا حق ادا کر دیا ہے فیض دینا نہ دینا مرشد کی مرضی ہے۔ یہ نادان لوگ نہیں جانتے کہ مرشد کا حق ادا کرنا ان کے بس کی بات نہیں بلکہ ایسے وسوسے کا شکار ہونا ان کے لیے پیر کے فیض سے محرومی کا باعث ہے۔ چنانچہ،

﴿کیا پیر کا حق ادا ہو سکتا ہے؟﴾

حضرت خواجہ قُطُبُ الدِّین بختیار کاکی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْبَاقِی سے جب یہ عرض کی گئی کہ پیر کا مرید پر کس قدر حق ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی مرید عمر بھر حج کی راہ میں پیر کو سر پر اٹھائے رکھے تو بھی پیر کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ (ہشت بہشت، ص ۳۹۷) اور حضرت سیدنا امام عبد الوہاب شَعرانی قُدِّسَ سَیْرُہُ النُّوْرَانِ (متوفی ۹۷۳ھ) الْأَنْوَارُ الْقُدْسِیَّةُ فِی مَعْرِفَةِ قَوَاعِدِ الصُّوفِیَّةِ میں ارشاد فرماتے ہیں: مرید کی شان یہ ہے کہ کبھی اس کے دل میں یہ خیال پیدا نہ ہو کہ اس نے اپنے مرشد کے احسانات کا بدلہ چکا دیا ہے۔ اگرچہ اپنے مرشد کی ہزار برس خدمت کرے اور اس پر لاکھوں روپے بھی خرچ کرے کیونکہ جس مرید کے دل میں اتنی خدمت اور اتنے خرچ کے بعد یہ خیال آیا کہ اس نے مرشد کا کچھ حق ادا کر دیا ہے تو وہ راہِ طریقت سے نکل جائے گا یعنی پیر کے فیض سے اس کا کوئی تعلق باقی نہ رہے گا۔ (الانوار القدسیہ، الجزء الثانی، ص ۲۷)

معلوم ہوا پیر کی خدمت بجا لا کر اسے جتلا نا نہیں چاہئے کیونکہ ہم جیسوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے یہ برگزیدہ بندے اپنی خدمت کے لیے قبول فرمائیں یہ ہی ان کی مہربانی ہے۔ کیونکہ انہیں نہ تو ہماری خدمت کی ضرورت ہے اور نہ ہی ہمارے مال و دولت کی کوئی حاجت۔ چنانچہ،

﴿ پیر کی مرید سے توقعات ﴾

حافظ الحدیث حضرت سیدنا احمد بن مبارک مالکی سِجِلْمَاسِی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (متوفی ۱۱۵۵ھ) اَلْاَبْرِیْزِ میں اپنے شیخ کریم حضرت سیدنا عبد العزیز بن مسعود دَبَاغ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (متوفی ۱۱۳۲ھ) کا یہ قول نقل فرماتے ہیں کہ کوئی بھی شیخ اپنے مرید سے کسی قسم کی ظاہری خدمت، مال دنیا یا کسی اور فائدے کا طلب گار نہیں ہوتا بلکہ اسے اپنے مرید سے صرف یہ توقع ہوتی ہے کہ اس کا مرید ہر حالت میں اپنے شیخ کو صاحب کمال، صاحب توفیق، صاحب بصیرت، صاحب معرفت اور صاحب قُرب سمجھے اور پھر ساری زندگی اسی عقیدے پر قائم رہے، اس صورت میں ہر قسم کی خدمت مرید کے لیے مفید ثابت ہوگی لیکن اگر یہ خوش اعتقادی موجود نہ ہو یا اگر ہو اور پُختہ نہ ہو تو مرید کا دل و سوسوں کا شکار رہے گا اور اس صورت میں مرید کچھ بھی حاصل نہیں کر سکے گا۔ (الابریز، الباب الخامس فی ذکر التشایخ والارادة، الجزء الثاني، ص ۷۸)

اپنی کمزوری کا اعتراف کر لو

حضرت سیدنا احمد بن مبارک مالکی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی علیہ مزید فرماتے ہیں کہ ایک بار میں اپنے پیر و مرشد حضرت سیدنا عبد العزیز بن مسعود وَبَارِئُ رَحْمَةِ اللهِ تَعَالٰی علیہ کے ہمراہ باب الْحَدِید کے پاس موجود تھا، اس وقت ہمارے ساتھ حضرت کا ایک اور مرید بھی موجود تھا جو ہم تمام پیر بھائیوں میں سب سے زیادہ حضرت کی خدمت کیا کرتا۔ حضرت نے اس سے دریافت فرمایا: کیا تم مجھ سے صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے حصول کے لیے محبت کرتے ہو؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! میری محبت صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے ہے اور اس میں نہ تو کسی قسم کی ریاکاری شامل ہے اور نہ ہی مجھے شہرت کا حصول مقصود ہے۔ حضرت سیدنا احمد بن مبارک مالکی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس کی یہ بات سن کر بہت غصہ آیا مگر میں حضرت کے آداب کی وجہ سے خاموش رہا۔ پھر حضرت نے اس سے دریافت فرمایا: اگر تمہیں پتہ چلے کہ میرے اندر موجود تمام آشرار ختم ہو گئے ہیں تو کیا پھر بھی تمہاری محبت باقی رہے گی؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! آپ نے فرمایا: اگر لوگ تم سے یہ کہیں کہ میں ایک عام شخص کی طرح ہوں تو کیا تب بھی یہ محبت باقی رہے گی؟ اس نے پھر اقرار کیا تو آپ نے فرمایا: اگر لوگ

تمہیں بتائیں کہ میں نے گناہوں کا ارتکاب شروع کر دیا ہے کیا پھر بھی تمہاری محبت باقی رہے گی؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! آپ نے دریافت کیا: اگر میں کئی برس تک مثلاً 20 برس تک گناہوں کی دلدل میں غرق رہوں تو پھر؟ اس نے عرض کی: پھر بھی میرے دل میں کوئی شک و شبہ داخل نہیں ہوگا۔ تو پیر صاحب نے فرمایا: عنقریب میں تمہارا امتحان لوں گا۔

حضرت سیدنا احمد بن مبارک مالکی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ مجھ سے مزید صبر نہ ہو سکا اور میں بول ہی پڑا اور اپنے اُس پیر بھائی سے کہا کہ ایسا مت کہو! تم سے ہر گز ایسا نہ ہو سکے گا۔ بلکہ مجھے یہ ڈر لگ رہا ہے کہیں تم راہِ راست سے بھٹک نہ جاؤ کیونکہ ایک اندھا شخص کسی دانا و بینا کو کیسے امتحان دے سکتا ہے؟ لہذا تم پیر صاحب سے معافی مانگ لو اور اپنی عاجزی اور کمزوری کا اعتراف کر لو، چلو میں بھی تمہارے ساتھ معافی مانگتا ہوں۔ پھر ہم دونوں نے حضرت سے معافی مانگی لیکن تقدیر کا لکھا پورا ہو کر رہا۔ کچھ عرصہ بعد شیخ نے اُسی مرید کو ایک کام کہا جو بظاہر اسے پسند نہ تھا لیکن حقیقت میں اس کے لیے فائدہ مند تھا۔ مگر وہ اس کی حکمت نہ جان سکا اور اس نے ناپسند جانتے ہوئے وہ کام نہ کیا یہاں تک کہ وہ حضرت کے متعلق بدگمانی کا شکار ہو کر بالآخر صحبتِ شیخ سے محروم ہو گیا۔

مزید فرماتے ہیں کہ آثارِ الہی کو وہی شخص برداشت کر سکتا ہے جو پرہیز گار ہو، اس کا عقیدہ دُرست اور عَزَم پختہ ہو۔ اپنے پیر کے علاوہ کسی کی بات پر یقین نہ کرے بلکہ دیگر تمام لوگوں کی حیثیت اس کی نظر میں مردوں کی مانند ہو۔ (الاریز، الباب الخامس فی ذکر التشیخ والارادة، الجزء الثاني، ص ۷۸)

﴿ پیر پر اعتراض کا دوسرا سبب ﴾

بعض اوقات کوئی مُرید اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اولیائے کاملین رَحْمَتُ اللہِ الْبَرِّینِ بالخصوص اپنے پیر و مُرشد کی خدمت گزاری و رضا کے سبب کسی مَنْصَب پر فائز ہو جاتا ہے تو اسے پیر کا احسان ماننے کے بجائے اپنی محنت و خدمت کا صلہ سمجھتے ہوئے فخر و غرور میں مبتلا ہو جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اب اسے مزید خدمت بجالانے کی ضرورت نہیں اس کا مقصود حاصل ہو چکا ہے۔ پس یوں اپنے پیر کی بے ادبی یا گستاخی کا خیال اس کے دل میں جڑ پکڑنے لگتا ہے اور وہ یہ بھی بھول جاتا ہے کہ آج جس مقام پر فائز ہے وہ سب پیر و مُرشد کی نگاہِ فیض اثر کا صدقہ ہے اور اس کا شیخ اس کے دل کی بدلتی ہر کیفیت سے آگاہ ہے۔ جیسا کہ حضرت سیدنا علی بن وفا رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (متوفی ۸۰ھ) فرماتے ہیں کہ جس مرید نے یہ گمان کیا کہ اس کا شیخ اس کے دل کی بدلتی کیفیات اور اسرار سے واقف نہیں وہ اپنے شیخ کے فیض سے محروم ہو جاتا ہے خواہ رات دن مرشد

کے ساتھ ہی رہے۔ (الانوار القدسیہ فی معرفۃ قواعد الصوفیۃ، الجزء الثانی، ص ۳۳)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا ہمیں کبھی اپنا ماضی نہیں بھولنا چاہئے اور یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اپنے پیر کی بارگاہ میں آنے سے پہلے ہم سر سے پاؤں تک گناہوں میں غرق تھے، مرشد کی نظر نے ہمیں گناہوں کے اس ریگستان سے نکال کر نیکیوں کے گلستان میں پہنچایا ہے۔ ہماری نیکیوں کے چراغ گناہوں کی تیز آندھیوں میں بجھ چکے تھے مگر مرشد کے روحانی قسوف نے اُن بجھے ہوئے چراغوں کو پھر سے روشن کر دیا۔ لہذا یاد رکھئے کہ جب مرید اپنا ماضی بھلا دے تو اس کا عروج اور کمال زوال میں بدل جاتا ہے۔ چنانچہ،

﴿ پیر کا امتحان لینے والے کا انجام ﴾

حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویری عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْہَادِی کا ایک مُرید کچھ بد اعتقاد ہو گیا اور سمجھا کہ اسے بھی مقام معرفت حاصل ہو گیا ہے اب اسے مرشد کی ضرورت نہیں رہی۔ لہذا وہ خاموشی سے حضرت سیدنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْہَادِی کی بارگاہ سے منہ موڑ کر چلا گیا۔ پھر ایک دن یہ دیکھنے و آزمانے آیا کہ کیا حضرت سیدنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْہَادِی اس کے دل کے خیالات سے آگاہ ہیں

یا نہیں؟ ادھر حضرت سیّدنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْہَادِی نے بھی اپنے نورِ فراست سے اس کی حالت ملاحظہ فرمائی۔ چنانچہ جب وہ مُرید آیا اور آپ رَحْمَةُ اللہِ تعالیٰ علیہ سے ایک سوال پوچھا تو آپ رَحْمَةُ اللہِ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: کیسا جواب چاہتا ہے، لفظوں میں یا معنوں میں؟ بولا: دونوں طرح۔ تو آپ رَحْمَةُ اللہِ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اگر لفظوں میں جواب چاہتا ہے تو سن! اگر مجھے آزمانے سے پہلے خود کو آزما اور پرکھ لیتا تو تجھے مجھے آزمانے کی ضرورت پیش نہ آتی اور نہ ہی تو یہاں مجھے آزمانے و پرکھنے آتا۔ اور معنوی جواب یہ ہے کہ میں نے تجھے مَنَصَّبِ وِلَايَت سے معزول کیا۔ یہ فرمانا تھا کہ اس مرید کا چہرہ سیاہ ہو گیا تو آہ و زاری کرنے لگا اور عرض گزار ہوا: حُضُور یقین کی راحت میرے دل سے جاتی رہی ہے۔ پھر توبہ کی اور فضول باتوں پر بھی ندامت کا اظہار کیا تو حضرت جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْہَادِی نے ارشاد فرمایا: تو نہیں جانتا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولی والیان اسرارِ الہی ہوتے ہیں، تجھ میں ان کی ضرب کی برداشت نہیں۔ (کشف المحجوب، ص ۱۳۷)

معلوم ہوا مرید کو پیر کا امتحان لینے کے متعلق کبھی نہیں سوچنا چاہئے ورنہ رحمتِ خداوندی سے محروم ہونا پڑے گا۔ نیز کسی مقام و منصب کے حصول پر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ سب میرے پیر کی عطا ہے، کیونکہ جو

مرید کسی نعمت کو اپنے پیر کی عطا نہیں سمجھتے اکثر شیطان کے ہاتھوں ان کا انجام بُرا ہوتا ہے۔ چنانچہ،

﴿ اور جنت غائب ہو گئی ﴾

حضرت جُنید بُغْدادی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْہَادِی کے ایک مرید کو یہ سوچھی کہ میں کامل ہو گیا ہوں اور اب مجھے پیر کی صحبت و خدمت میں رہنے کی کوئی حاجت نہیں رہی بلکہ میرے لیے اکیلا رہنا بہتر ہے۔ پس وہ گوشہ نشین ہو گیا اور حضرت جُنید بُغْدادی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْہَادِی کی خدمت میں حاضر ہونا چھوڑ دیا۔ ایک رات اس نے دیکھا کہ کچھ لوگ ایک اونٹ لے کر آئے ہیں اور اس سے کہہ رہے ہیں کہ وہ اسے لینے آئے ہیں تاکہ وہ یہ رات جنت میں گزارے۔ چنانچہ وہ لوگ اسے اونٹ پر سوار کر کے لے گئے یہاں تک کہ ایک ایسی جگہ پہنچے جو بہت خوبصورت تھی، وہاں کی ہر ہر شے سے حُسن نیک رہا تھا، نفیس کھانوں کے ساتھ ساتھ میٹھے پانی کے چشمے بھی رواں تھے۔ وہ صبح تک وہاں کے مزے لیتا رہا اور جب صبح ہوئی تو اس نے خود کو اپنے حُجرے میں پایا۔ یہ سلسلہ اسی طرح کئی روز تک جاری رہا کہ اسے ہر رات ایسے دکھائی دیتا کہ فرشتے اسے سواری پر بٹھا کر جنت کی سیر کراتے اور طرح طرح کے میوے

کھلاتے ہیں یہاں تک کہ وہ تکبر و غرور کا شکار ہو گیا اور یہ دعویٰ کرنے لگا کہ اس کی حالت اس کمال تک پہنچ چکی ہے کہ اس کی راتیں بھی جنت میں گزرتی ہیں۔ لوگوں نے اس کی خبر حضرت جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْہَادِی کو دی تو آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی علیہ اس کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ بڑے ٹھاٹھ سے تکبر میں اکڑا بیٹھا ہے۔ آپ نے اس سے کیفیت پوچھی تو اس نے بڑے فخر سے اپنے بلند مقام اور جنت کی سیر کا ذکر کیا۔ چنانچہ آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی علیہ نے فرمایا: آج جب جنت میں جاؤ تو تین مرتبہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰہِ پڑھنا۔ اس نے کہا: بہت اچھا۔ چنانچہ حسبِ معمول جب وہ جنت میں پہنچا تو یاد آنے پر محض تجربہ کے طور پر اس نے تین بار لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰہِ پڑھا۔ تو اسے لے جانے والے تمام لوگ چیخ مار کر بھاگ گئے اور وہ کیا دیکھتا ہے کہ جنت آنِ واحد میں اس کی آنکھوں سے غائب ہو گئی ہے اور وہ نجاست اور کوڑا کرکٹ والی جگہ پر بیٹھا ہوا ہے اور اس کے چاروں طرف مُردار ہڈیاں پڑی ہیں۔ اسی وقت اس نے جان لیا کہ یہ ایک شیطانی جال تھا اور میں اس جال میں گرفتار تھا۔ فوراً توبہ کی اور اپنے پیر و مرشد سید الطائفہ حضرت سیدنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْہَادِی کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

(کشف المحجوب، باب آدابہم فی الصحبہ، ص ۳۷۷)

اس حکایت سے یہ اہم راز آشکار ہوا کہ مرشد کی توجہ سے حاصل ہونے والے مقام کو پا کر بھی مرید ہر وقت بارگاہِ مرشد سے وابستہ رہے۔ ورنہ عطاءے مرشد کو اپنا کمال سمجھنے والا مرید تباہی کے در پہ دستک دے گا۔

﴿ پیر پر اعتراض کا تیسرا سبب ﴾

بسا اوقات شیخ طریقت سے کچھ ایسی باتیں صادر ہوتی ہیں جو بظاہر خلافِ سنت معلوم ہوتی ہیں تو شیطان جو ایسے ہی کسی موقع کا منتظر رہتا ہے، فوراً مرید کے دل میں وسوسے کا بیج بونے کی کوشش کرتا ہے لہذا اگر مرید صادق کے پاؤں ایسے مواقع پر لڑکھڑائیں اور وہ پیر کے متعلق بدگمانی کا شکار ہو جائے تو پیر پر اعتراض کا مُرتکب ہو جاتا ہے، اور یاد رکھئے کہ یہ بھی پیر کے فیض سے محرومی کی علامت ہے۔ چنانچہ،

﴿ کیا کشتی لڑنے والا بھی پیر ہو سکتا ہے؟ ﴾

خواجہ نقشبند حضرت سیدنا بہاؤ الحق والدین علیہ رحمۃ اللہ السّبتین نے علومِ شرعیہ کی تکمیل کے بعد راہِ طریقت کے کسی شاہسوار کی خدمت میں زانوئے تلمذ تہہ کرنے کا ارادہ کیا تو بُخارا میں حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شہرہ سُن کر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ اس وقت مکان کے

اندر خاص لوگوں کا مجمع ہے، اکھاڑے میں کشتی ہو رہی ہے، حضرت بھی تشریف فرما ہیں اور کشتی میں شریک ہیں۔ حضرت خواجہ نقشبند رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی علیہ پابند شریعت عالم جلیل تھے، آپ کو یہ بات کچھ ناگوار گزری حالانکہ کوئی ناجائز بات نہ تھی۔ دل میں اس خیال و سوسہ کا آنا تھا کہ فوراً غنودگی چھا گئی، دیکھا کہ مَعْرکہ حشر پھا ہے، ان کے اور جنت کے درمیان ایک دلدل حائل ہے۔ یہ اس پار جانے کے لیے دلدل میں اترے مگر پھنس گئے، اب جتنا زور کرتے دھنتے جاتے، یہاں تک کہ بغلوں تک دھنس گئے، اب نہایت پریشان کہ کیا کیا جائے، اتنے میں دیکھا کہ حضرت امیر کلال رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی علیہ تشریف لائے اور ایک ہاتھ سے نکال کر دریا کے اس پار کر دیا۔ اتنے میں آپ کی آنکھ کھل گئی۔ اس سے پہلے کہ یہ کچھ عرض کریں، حضرت امیر کلال رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا: ہم اگر کشتی نہ لڑیں تو یہ طاقت کہاں سے آئے۔ یہ سن کر فوراً قدموں پر گر پڑے اور بیعت ہو گئے۔

(جامع کرامات اولیاء، السید امیر کلال، باب الف، ج ۱، ص ۶۰۱، ملخصاً)

﴿مرید کے لیے زہر قاتل﴾

شیخ الشیوخ حضرت سیدنا شہاب الدین سہروردی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عوارف المعارف شریف میں فرماتے ہیں: پیروں پدا عترافس کرنے سے ڈرنا

چاہئے کہ یہ مریدوں کے لئے زہر قاتل ہے۔ کم کوئی مرید ہوگا جو اپنے دل میں شیخ پر کوئی اعتراض کرے پھر فلاح پائے۔ شیخ کے تصرفات سے جو کچھ اسے صحیح نہ معلوم ہوتے ہوں ان میں حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کے ساتھ پیش آنے والے واقعات یاد کر لے کیونکہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے وہ باتیں صادر ہوتی تھیں بظاہر جن پر سخت اعتراض تھا (جیسے مسکینوں کی کشتی میں سوراخ کر دینا، بچے کو قتل کر دینا) پھر جب وہ اس کی وجہ بتاتے تھے ظاہر ہو جاتا تھا کہ حق یہی تھا جو انہوں نے کیا۔ یونہی مرید کو یقین رکھنا چاہئے کہ شیخ کا جو فعل مجھے صحیح معلوم نہیں ہوتا شیخ کے پاس اس کی صحت پر دلیل قطعی ہے۔

(عوارف المعارف، الباب الثانی عشر فی شرح خرقة المشایخ، ص ۲۲)

﴿ پیر بھی آخر انسان ہے ﴾

شیخ الحدیث حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ رحمۃ اللہ انقوی فرماتے ہیں: اگر پیر میں کوئی ہلکی سی خلافِ شریعت بات کبھی دیکھ لے تو فوراً اعتقاد خراب نہ کرے اور یہ سمجھ لے کہ پیر بھی آدمی ہی ہے کوئی فرشتہ تو ہے نہیں، اس لئے اگر اس سے اتفاق یہ کوئی معمولی سی خلافِ شرع بات ہو گئی ہے جو توبہ کر لینے سے معاف ہو سکتی ہے تو ایسی بات پر بدظن ہو کر پیر کو نہ چھوڑے ہاں

البتہ اگر پیر بدعتیہ ہو جائے یا کسی گناہ کبیرہ پر آڑا رہے تو پھر مریدی توڑ دے کیونکہ بدعتیہ اور فاسق مُعلن کو اپنا پیر بنانا حرام ہے۔ (جنتی زیور، ص ۴۶۲)

﴿﴾ خلافتِ سنت بات دیکھ کر شیخ سے پھرنا کیسا؟

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 561 صفحات پر مشتمل کتاب الملقوظ المعروف بہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت (کسل چار حصے) صفحہ 498 پر ہے کہ جب اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَةُ رَبِّ الْعِوَت کی خدمت میں عرض کی گئی کہ شیخ (یعنی پیر) سے بظاہر کوئی ایسی بات معلوم ہو جو خلافِ سنت ہے تو اس سے پھرنا کیسا؟ تو آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا: محرومی اور انتہائی گمراہی ہے۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۴۹۸)

حافظ الحدیث سیدی احمد سِجِلْمَاسِی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی علیہ (متوفی ۱۱۵۵ھ) الْاُبْرِیْز میں اپنے شیخِ کریم حضرت سیدنا عبد العزیز بن مسعود دباغ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی علیہ (متوفی ۱۱۳۲ھ) کا یہ قول نقل فرماتے ہیں کہ مرید کی اپنے پیر سے سچی محبت کی علامت یہ ہے کہ مرید اپنے پیر کو عقل کے ترازو میں تولنا چھوڑ دے یہاں تک کہ اسے اپنے پیر کے تمام افعال، اقوال اور احوال بالکل دُرست دکھائی دیتے ہوں، اگر کوئی بات سمجھ میں آجائے تو ٹھیک، ورنہ اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سپرد کر دے مگر اس بات کا یقین رکھے کہ پیر کا عمل درست

ہی ہے۔ لیکن اگر اسے پیر کا کوئی فعل بظاہر غلط معلوم ہو اور دل میں خیال کرے کہ پیر صاحب غلطی پر ہیں تو ایسا شخص پل بھر میں سر کے بل گر جاتا ہے اور اپنے دعویٰ ارادت میں جھوٹا ثابت ہوتا ہے۔

(الابریز، الباب الخامس فی ذکر التشاؤخ والارادة، الجزء الثاني، ص ۷۷)

﴿ پیر معصوم نہیں ﴾

حضرت سیدنا ابویزید بسطامی قُدس سرہ التَّوَدَانِ سے عرض کی گئی: کیا عارف گناہ کر سکتا ہے؟ تو آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا: اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کا کام مقرر تقدیر ہے۔ لہذا مرید کو چاہئے کہ وہ شیخ کی صحبت اختیار کرتے وقت اسے گناہوں سے معصوم نہ سمجھے (کہ یہ انبیاء و ملائکہ عَلَیْہِمُ السَّلَام کا خاصہ ہے) بلکہ محض اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کے راستے کا علم حاصل کرنے کے لئے صحبت اختیار کرے اور اسکے اقوال و احکام میں نظر کرے نہ کہ اسکے افعال میں اور اسی لئے اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ نے یہ حکم تو ارشاد فرمایا: **فَسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ** (پ ۱۲، النحل: ۴۳) ترجمہ کنز الایمان: تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو۔ مگر ہمیں یہ حکم نہیں فرمایا کہ ان کے افعال کی پیروی کرو کیونکہ وہ گناہوں سے معصوم نہیں اور چونکہ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ نے حضرات انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کو گناہوں سے معصوم بنایا ہے، اس لئے ان کے تعلق سے ارشاد فرماتا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (پ ۲۸، الممتحنة: ۶۰)
ترجمہ کنزالایان: بیشک تمہارے لئے
ان میں اچھی پیروی تھی۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (پ ۲۱، الاحزاب: ۲۱)
ترجمہ کنزالایان: بیشک تمہیں رسول
اللہ کی پیروی بہتر ہے۔

پس ہم رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تمام افعال کی پیروی کریں
گے سوائے ان افعال کے جو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ خاص ہیں۔
ہمیں ان پر عمل کرنا جائز نہیں اور جان لیجئے! یہ بات (کہ جو فعل کسی کے ساتھ
خاص ہو غیر کو اس پر عمل جائز نہیں) اس بیماری کے لئے سب سے بڑی دوا ہے جو
مرید کو شیطان کی طرف سے لگتی ہے اور اس میں کوئی شک بھی نہیں کہ خبیث
نفس جب شیخ کو اس قسم کے القاء پر عمل کرتا دیکھتا ہے تو فوراً اس پر عمل کرتا
ہے (حالانکہ وہ شیخ کے ساتھ خاص ہے) اور نفس طبعی طور پر کسی کا محکوم بن کر
نہیں رہنا چاہتا۔ پس جب شیطان شیخ کے بارے میں کوئی گھٹیا خیال دل میں ڈالتا
ہے تو اپنی ہلاکت کے لئے اسے قبول کر لیتا ہے سوائے یہ کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے
بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (اصلاح اعمال، ج ۱، ص ۵۹۹)

پیر پر اعتراض کا چوتھا سبب

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت، پر وائے شمع رسالت، مولانا

شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: کیا وجہ ہے کہ مُرید عالم فاضل اور صاحب شریعت و طریقت ہونے کے باوجود (اپنے مرشد کمال کے فیض سے) دامن نہیں بھر پاتا؟ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ مدارس سے فارغ اکثر علمائے دین اپنے آپ کو پیر و مرشد سے افضل سمجھتے ہیں یا عمل کا غرور اور کچھ ہونے کی سمجھ کہیں کا نہیں رہنے دیتی۔ وگرنہ حضرت شیخ سعدی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْہَادِی کا مشورہ سنیں۔ چنانچہ حضرت شیخ سعدی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْہَادِی فرماتے ہیں: لینے والے کو چاہئے کہ جب کسی چیز کے حاصل کرنے کا ارادہ کرے تو اگرچہ کمالات سے بھرا ہوا ہو مگر کمالات کو دروازے پر ہی چھوڑ دے (یعنی عاجزی اختیار کرے) اور یہ جانے کہ میں کچھ جانتا ہی نہیں۔ خالی ہو کر آئے گا تو کچھ پائے گا اور جو اپنے آپ کو بھرا ہوا سمجھے گا تو یاد رہے کہ بھرے برتن میں کوئی اور چیز نہیں ڈالی جاسکتی۔ (انوار رضا، امام احمد رضا اور تعلیمات تصوف، ص ۲۴۲)

علم کی آفت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بد قسمتی سے بعض لوگ اس خوش فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں کہ ان سے بڑھ کر کوئی دوسرا نہیں۔ دراصل ایسے لوگ غرور و تکبر میں یہ بھول جاتے ہیں کہ آفَةُ الْعِلْمِ الْخِيَلَاءُ یعنی علم کی آفت تکبر ہے۔ اور پھر یہ لوگ اپنے علم پر ناز کرتے ہوئے مشائخِ عظام پر بے جا تنقید اور

اعتراضات کرتے نظر آتے ہیں۔ ایسوں کی آخرت تو برباد ہوتی ہی ہے مگر بسا اوقات انہیں دنیا میں بھی نشانِ عبرت بنا دیا جاتا ہے۔ اس ضمن میں ایک عبرت انگیز حکایت پیش خدمت ہے۔

﴿ بَا اَدَبٍ بَا نَصِيبٍ، بے اَدَبِ بے نَصِيبِ ﴾

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۱۴۶ صفحات پر مشتمل کتاب فیضانِ مزاراتِ اولیاء کے صفحہ ۶۶ پر ہے، حضرت سیدنا ابو سعید عبد اللہ محمد بن ہبہ اللہ تمیمی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی بیان فرماتے ہیں کہ میں بھری جوانی میں علمِ دین کے حصول کے لئے بغداد شریف حاضر ہوا۔ ان دنوں مدرسہ نظامیہ میں ابنِ سقا میرا رفیق وہم سبق تھا۔ ہماری یہ عادت تھی کہ عبادت کے ساتھ ساتھ صالحین کی زیارت کرنے بھی جایا کرتے تھے۔ انہی ایام کی بات ہے بغدادِ معلیٰ میں غوث نام سے مشہور ایک بزرگ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ رہا کرتے تھے۔ ان کی نسبت کہا جاتا تھا کہ وہ جب چاہتے ہیں ظاہر ہو جاتے ہیں اور جب چاہتے ہیں غائب ہو جاتے ہیں۔ ایک دن میں، ابنِ سقا اور حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی (غوثِ اعظم عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْاَکْرَم) جو کہ ان دنوں جوان تھے، ان بزرگ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی زیارت کے ارادے سے نکلے۔ راستے میں ابنِ سقا کہنے لگا کہ ”میں ان سے ایسا مسئلہ پوچھوں گا جس کا وہ جواب نہ دے سکیں

گے۔“ میں نے کہا کہ ”میں بھی ایک مسئلہ پوچھوں گا، دیکھوں گا کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔“ تو حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قُدس سِرُّہُ التَّوَرٰثِی نے کہا: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ! میں تو ان سے کوئی سوال نہیں کروں گا بلکہ ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ان کی زیارت کی برکتیں لوٹوں گا۔“

پس جب ہم وہاں پہنچے تو انہیں اپنی جگہ موجود نہ پایا۔ ابھی ہم کچھ دیر ہی ٹھہرے تھے تو کیا دیکھا کہ وہ وہیں تشریف فرما ہیں۔ پھر انہوں نے ابنِ سقا کی طرف غصہ سے دیکھ کر فرمایا: ”اے ابنِ سقا! تیری ہلاکت ہو! تو مجھ سے ایسا مسئلہ پوچھنے آیا ہے جس کا مجھے جواب نہیں آئے گا۔ سُن! وہ مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ بے شک میں تیرے اندر کفر کی آگ بھڑکتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔“ پھر انہوں نے میری طرف دیکھ کر فرمایا: ”اے عبد اللہ! تم مجھ سے ایسا مسئلہ پوچھنے آئے ہو تاکہ دیکھو کہ میں اس کا کیا جواب دیتا ہوں۔ سنو! وہ مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ اور تمہاری بے ادبی کی وجہ سے دنیا تمہارے کانوں کی لو تک پہنچے گی۔“ پھر حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی قُدس سِرُّہُ التَّوَرٰثِی کی طرف نظر فرمائی۔ آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی علیہ کو اپنے قریب کر لیا اور آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی علیہ کی تعظیم و تکریم کی اور ارشاد فرمایا: اے عبد القادر! آپ نے اپنے ادب سے اللہ و رسول عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّى اللہُ تَعَالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو راضی کیا

ہے۔ گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ بغداد شریف میں منبر پر بیٹھے لوگوں سے فرما رہے ہیں: قَدَمْنِیْ هٰذِهِ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ یعنی میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔ اور میں آپ کے زمانے کے اولیائے عظام کو بھی دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے آپ کی تعظیم کی خاطر اپنی گردنوں کو جھکا دیا ہے۔ یہ فرما کر وہ بزرگ اسی وقت غائب ہو گئے۔ اس کے بعد ہم نے انہیں نہ دیکھا۔

حضرت سیدنا ابو سعید عبد اللہ شافعی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ اَنْوٰی فرماتے ہیں: حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی قُدْسِ سَیْنُہُ التَّوَدِّیْنَ کا حال یہ ہوا کہ بارگاہِ الہی میں جو آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی علیہ کا قُرب تھا اس کی نشانی و علامت ظاہر ہوئی اور عوام و خواص (یعنی مشائخ، اولیاء، علماء اور عام لوگ) آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی علیہ کی بارگاہ سے فیض یاب ہونے لگے اور آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی علیہ نے یہ اعلان بھی فرمایا: قَدَمْنِیْ هٰذِهِ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ یعنی میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔ اور زمانے کے تمام اولیائے کرام رَحْمَتُ اللّٰهِ السَّلَام نے آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی علیہ کی اس فضیلت کا اقرار کیا۔ اور ابنِ سقا کا حال یہ ہوا کہ علومِ شرعیہ کے حُصول میں لگا رہا یہاں تک کہ ان ظاہری علوم میں بے انتہا ماہر ہو گیا اور اپنے زمانے کے بہت سے ماہرین پر فائق ہو گیا، وہ غَضَب کا فصیح و بلیغ تھا کہ ہر علم میں اپنے مدِّ مُقَابِلِ مُنَاظِر کو زیر کر لیتا تھا۔ جب اس کی بہت زیادہ شہرت ہوئی تو بادشاہ وقت نے

اسے اپنا مُقَرَّب بنا لیا اور اسے ملکِ روم کے بادشاہ کی طرف بھیجا۔ پس جب شاہِ روم نے اس کی کئی علوم میں مہارت اور فصاحت و بلاغت دیکھی تو بڑا حیران اور متعجب ہوا۔ چنانچہ بادشاہ نے اس کے ساتھ مُناظرہ کے لئے عیسائیوں کے بڑے بڑے اہل علم اور پادریوں کو جمع کیا۔ انہوں نے ابنِ سقا سے مُناظرہ کیا تو اس نے تمام کو عاجز و بے بس کر دیا۔ یوں اسے شاہِ روم کے دربار میں بہت عزت و پزیرائی حاصل ہوئی۔ پھر ایک دن اس کی نظر بادشاہ کی لڑکی پر پڑی تو وہ اس پر فریفتہ ہو گیا اور بادشاہ سے درخواست کی کہ ”آپ اپنی لڑکی کا نکاح میرے ساتھ کر دیں۔“ بادشاہ نے کہا: ”اگر تم عیسائی مذہب اختیار کر لو تو نکاح کر دوں گا۔“ (نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ) ابنِ سقا نے عیسائی مذہب قبول کر لیا اور بادشاہ نے اپنی لڑکی کا نکاح اس کے ساتھ کر دیا۔ اس وقت ابنِ سقا کو اس غوثِ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کِی بات یاد آئی تو اس نے جان لیا کہ یہ مصیبت اسی بے ادبی کے سَبَب ہے۔ اور میرا (یعنی اس حکایت کے راوی کا) حال یہ ہوا کہ میں دمشق چلا آیا۔ جہاں سلطان نور الدین ملک شہید نے مجھے بلا کر آؤ قاف کی وزارت قبول کرنے پر مجبور کیا تو میں نے وزارت قبول کر لی اور میرے پاس دنیا (یعنی مال و دولت) اس قدر زیادہ آئی کہ میں نے محسوس کیا دنیا میرے کانوں کی لوتک پہنچ گئی ہے۔ اور اس طرح ان غوثِ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا کلام ہم تینوں کے بارے میں

سچ ثابت ہوا۔ (ہجۃ الاسرار و معدن الانوار، ذکر اخبار المشائخ عنہ بذالک، ص ۱۹)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غضب ہو گیا کیا اب بھی مشائخ عظام پر بے جا اعتراض کرنے والے اپنی زبانوں کو لگام نہیں دیں گے؟ یاد رکھیے!

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ان نیک بندوں کی غلامی میں نجات اور ان سے دوری میں موت ہے، لہذا ایسے لوگوں کو اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ کہیں یہ بھی ابنِ سقا کی طرح دنیا والوں کے لیے نشانِ عبرت نہ بن جائیں اور کبھی بھول کر دل میں بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے برگزیدہ و نیک بندوں پر اعتراض نہ کریں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے یہ نیک بندے دلوں میں پیدا ہونے والے خیالات سے بھی آگاہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ،

﴿ تم نے زبانِ سیدھی کی ہے ہم نے دل ﴾

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 561 صفحات پر مشتمل کتاب الملقوظ المعروف بہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت (کمل چار حصے) صفحہ 479 پر ہے: ایک صاحب اولیائے کرام میں سے تھے۔ ان کی خدمت میں دو عالم حاضر ہوئے۔ آپ کے پیچھے نماز پڑھی، تجوید کے بعض قَوَاعِدِ مُسْتَحَبَّہ اَدَانہ ہوئے۔ ان کے دل میں خطرہ گزرا کہ اچھے ولی ہیں ان کو تجوید بھی نہیں آتی! اُس وقت تو حضرت نے کچھ نہ فرمایا۔ مکان کے

سامنے ایک نہر جاری تھی، یہ دونوں صاحب نہانے کے واسطے وہاں گئے، کپڑے اتار کر کنارے پر رکھ دیئے اور نہانے لگے۔ اتنے میں ایک نہایت مہیب (یعنی خوفناک) شیر آیا اور سب کپڑے جمع کر کے ان پر بیٹھ گیا۔ یہ دونوں صاحب ذرا ذرا سی لنگوٹیاں باندھے ہوئے، اب نکلیں تو کیسے؟ علما کی شان کے بالکل خلاف۔ جب بہت دیر ہو گئی (تو) حضرت نے فرمایا کہ بھائیو! ہمارے دو مہمان سویرے آئے تھے، وہ کہاں گئے؟ کسی نے کہا: حضور! وہ تو اس مشکل میں ہیں۔ تشریف لے گئے اور شیر کا کان پکڑ کر ایک طمانچہ مارا اُس نے دوسری طرف منہ پھیر لیا، آپ نے اُس طرف مارا اُس نے اس طرف منہ پھیر لیا۔ فرمایا: ہم نے نہیں کہا تھا کہ ہمارے مہمانوں کو نہ ستانا، جا چلا جا! شیر اٹھ کر چلا گیا۔ پھر ان صاحبوں سے فرمایا: تم نے زبانیں سیدھی کی ہیں اور ہم نے قلب سیدھا کیا۔ یہ اُن کے خطرے کا جواب تھا۔

(رسالہ قشیر، باب کرامات الاولیاء، ص ۳۸۷، ملخصاً)

﴿ پیر پر اعتراض کا پانچواں سبب ﴾

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بعض اوقات مرید اپنے پیر کی محبت میں اس قدر بڑھ جاتے ہیں کہ خود اپنے ہی پیر پر اعتراض کا سبب بن جاتے ہیں۔ جیسا کہ سرکارِ والا شہار، ہم بے کسوں کے مددگارِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

نے ارشاد فرمایا: آدمی کا اپنے والدین کو گالیاں دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔
عرض کی گئی: کیا کوئی شخص اپنے والدین کو بھی گالیاں دے سکتا ہے؟ تو آپ
صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں! جب آدمی کسی شخص کے
والدین کو گالیاں دیتا ہے تو وہ جواب میں اس کے والدین کو گالیاں دیتا ہے۔
(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الکبائر و اکبرھا، الحدیث: ۹۰، ص ۶۰)

دوسروں کے پیر و اول پر بھی اعتراض نہ کیجئے

جب کوئی مُرید اپنے پیر کی محبت میں کسی دوسرے پیر کے مرید سے کسی
بات پر اُلجھ کر اس کے پیر پر بے جا اعتراضات کرتا ہے تو وہ مرید اپنے پیر کی
محبت میں اسے نیچا دکھانے کی کوشش میں اس کے پیر پر بے جا اعتراضات
کرنے لگتا ہے اور یوں مَشائخِ عَظَامَ رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کی شان میں گستاخی و بے
ادبی کا دروازہ کھل جاتا ہے جس کا سبب وہ شخص بنتا ہے جو کسی صورت میں
دُرسِت نہیں کیونکہ جس طرح اس کا پیر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ایک برگزیدہ بندہ ہے
اسی طرح دوسرے مشائخ بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندے ہیں لہذا ان میں
سے کسی کو بُرا بھلا کہنا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی دشمنی مول لینا ہے۔ جیسا کہ حضرت سیدنا
مُعَاوِیَہ بن جبَل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کسی ولی
سے دشمنی کی اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اعلانِ جنگ کیا۔

(ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب من تربی لہ السلاۃ من الفتن، الحدیث: ۳۹۸۹، ج ۴، ص ۳۵۱)

شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی اسلامی مسائل وخصائل کے خزانے پر مشتمل اپنی شہرہ آفاق کتاب جنتی زیور میں فرماتے ہیں: ہر مرید پر لازم ہے کہ دوسرے بزرگوں یا دوسرے سلسلہ کی شان میں ہر گز ہر گز کبھی کوئی گستاخی اور بے ادبی نہ کرے، نہ کسی دوسرے پیر کے مریدوں کے سامنے کبھی یہ کہے کہ میرا پیر تمہارے پیر سے اچھا ہے یا ہمارا سلسلہ تمہارے سلسلہ سے بہتر ہے، نہ یہ کہے کہ ہمارے پیر کے مرید تمہارے پیر سے زیادہ ہیں یا ہمارے پیر کا خاندان تمہارے پیر کے خاندان سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ کیونکہ اس قسم کی فضول باتوں سے دل میں اندھیرا پیدا ہوتا ہے اور فخر و غرور کا شیطان سر پر سوار ہو کر مرید کو جہنم کے گڑھے میں گر ادیتا ہے اور پیروں و مریدوں کے درمیان نفاق و شقاق، پارٹی بندی اور قسم قسم کے جھگڑوں کا اور فتنہ و فساد کا بازار گرم ہو جاتا ہے۔ (جنتی زیور، ص ۴۶۴)

پیر پر اعتراض کا چھٹا سبب

بعض اوقات پیر کے بتائے ہوئے وظیفہ یا ذکر کی وجہ سے مرید کے قلب کی کیفیت نہیں بدلتی تو وہ اپنے پیر سے بد ظن ہونے لگتا ہے، لہذا ایسے مریدوں کو نصیحت کرتے ہوئے شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی ارشاد فرماتے ہیں: اگر پیر کے بتائے ہوئے وظیفہ یا ذکر کا

کچھ مدت تک کوئی اثر یا کیفیت نہ ظاہر ہو تو اس سے تنگ دل اور پیر سے بدظن نہ ہو اور اس کو اپنی خامی یا کوتاہی سمجھے اور یوں سمجھے کہ بڑا اثر یہی ہے کہ مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا نام لینے کی توفیق ہو رہی ہے ہر مرید میں پیدا انشی طور پر الگ الگ صلاحیت ہوا کرتی ہے ایک ہی وظیفہ اور ایک ہی ذکر سے کسی میں کوئی اثر پیدا ہوتا ہے اور کسی میں کوئی دوسری کیفیت پیدا ہوتی ہے کسی میں جلد اثر ظاہر ہوتا ہے کسی میں بہت دیر کے بعد اثرات ظاہر ہوتے ہیں جس میں جیسی اور جتنی صلاحیت ہوتی ہے اسی لحاظ سے وظیفوں اور ذکر کی کیفیات پیدا ہوتی ہیں یہ ضروری نہیں کہ ہر مرید کا حال یکساں ہی ہو بہر حال اگر وظیفہ و ذکر سے کچھ کیفیات پیدا ہوں تو خدا کا شکر ادا کرے اور اگر کچھ اثرات نہ ہوں یا کم ہوں یا اثرات ہو کر کم ہو جائیں یا بالکل اثرات و کیفیات زائل ہو جائیں تو ہر گز ہر گز پیر سے بد اعتقاد ہو کر ذکر اور وظیفہ کو نہ چھوڑے بلکہ برابر پڑھتا رہے اور پیر کا ادب و احترام بدستور رکھے اور ذرا بھی تنگ دل نہ ہو اور یہ سوچ سوچ کر صبر کرے اور اپنے دل کو تسلی دیتا رہے کہ

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر

تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

(جنتی زیور، ص ۶۳)

﴿ پیر تو دیتا ہے ہم نہیں لیتے ﴾

معلوم ہوا کہ پیر کے فیض میں کمی نہیں بلکہ اس کا فیض تو بہتے دریا کی طرح راستے میں آنے والی ہر قسم کی زمین کو سیراب کرنے والا ہے۔ مگر یہ ہماری بد قسمتی ہے کہ ہم پیر کے فیضان کو اپنے دل کی کھیتی میں محبت و خلوص سے داخل ہی نہیں ہونے دیتے۔ جیسا کہ تفسیر روح البیان میں ہے کہ مرشد کے دل میں اپنے مرید کی کامیابی کی خواہش جوش پر ہوتی ہے لیکن پھر بھی مرید کے محروم رہ جانے کا سبب یہ ہے کہ وہ مخلص نہیں ہوتا اور اکتسابِ فیض کرنا ہی نہیں چاہتا۔ (تفسیر روح البیان، سورۃ المنافقون، آیت ۶، ج ۹، ص ۵۳۶) کیونکہ پیر مرید کو سنوارنے والا ہوتا ہے جب تک مرید کو تمام آلائشوں سے صاف نہ کرے اور طریقت کی راہ طے کرنے کے لیے اسے پاک نہ کرے سمجھ لے کہ وہ بیچارہ گمراہی میں رہے گا۔ (بہشت بہشت، ص ۲۴۱)

﴿ پیاس کی شدت ﴾

قُطْبُ الْوَاصلین حضرت سیدنا شاہ آلِ محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ مارہرہ شریف میں تشریف فرما ہیں۔ ایک صاحب سب سجادوں میں گھومے ہوئے مجاہدے ریاضتیں کیے ہوئے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے یہی شکایت کی کہ اتنے برسوں سے طلب میں پھرتا ہوں مقصود حاصل نہیں ہوتا۔

فرمایا: ٹھہرو۔ ایک حجرہ میں خانقاہ شریف کے ٹھہرایا، خادم کو حکم دیا انہیں مچھلی کھانے کو دی جائے اور پانی کا ایک قطرہ نہ دیا جائے اور بعد کھانا کھانے کے فوراً حجرہ باہر سے بند کر دیا جائے۔ خادم نے مچھلی دی جب وہ کھا چکے فوراً زنجیر بند کر دی۔ اب یہ اندر سے چلاتے ہیں کہ مجھے پانی دیا جائے مگر کون سنتا ہے۔ صبح کو حضور نماز کے واسطے تشریف لائے خادم نے حجرہ کھولا کھلتے ہی پانی پر جا گرے اور جس قدر پیانگیا خوب پیانے نماز کے بعد حضرت نے فرمایا خیریت ہے؟ عرض کیا: حضور! رات تو خادموں نے مار ہی ڈالا تھا کہ مجھے ایسی گرمی میں اول تو مچھلی کھانے کو دی، دوسرے ایک قطرہ پانی کا نہ دیا اور پیاسا ہی حجرہ میں بند کر دیا۔ فرمایا: پھر رات کیسی گزری؟ عرض کیا: جب تک جاگتا رہا پانی کا خیال، جب سویا سوائے پانی کے اور کچھ نہ دیکھا۔ فرمایا: طلبِ صادق اس کا نام ہے، کبھی ایسی طلب بھی کی تھی جس کی شکایت کرتے ہو؟ وہ مجاہدات کیے ہوئے، قلبِ صاف تھا۔ نفس کا جو دھوکا تھا فوراً کھل گیا اور مقصود حاصل ہو گیا۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۴۷۰)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا ہماری طلبِ صادق نہیں ورنہ پیر کے فیضان کا دریا تو جاری ہے، ہم ہی اس دریا میں اتر کر اس سے سیراب نہیں ہوتے بلکہ چاہتے ہیں کہ کنارے پر بیٹھے بیٹھے پانی مل جائے۔

﴿ پیر پر اعتراض کا ساتواں سبب ﴾

مرید کی پیر سے محبت بے غرض ہو تو مرید فیض پاتا ہے ورنہ محروم رہتا ہے اور غرض پوری نہ ہونے پر بدگمانی کا شکار ہو کر پیر پر اعتراض کرنے لگتا ہے۔ چنانچہ حضرت سیدنا عبد العزیز بن مسعود دباغ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص ولایت وغیرہ کے حصول کے لیے شیخ سے محبت کرے یا شیخ کے علم، مہربانی یا کسی اور خوبی کی وجہ سے اس سے محبت کرے تو اسے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ بلکہ مرید کو چاہئے کہ بغیر کسی غرض اور لالچ کے شیخ سے محبت رکھے جیسے عام طور پر بچے ایک دوسرے سے بغیر کسی غرض اور لالچ کے محض پسندیدگی کے جذبات کی بدولت محبت رکھتے ہیں۔ پھر مرید کے اپنے پیر سے بے غرض محبت کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اغراض و مقاصد سے متعلق محبت مرید کو شیطانی و سوسوں کا شکار کر دیتی ہے، جس کے نتیجے میں بعض اوقات محبت ختم ہو جاتی ہے۔ (الابریز، الجزء الثانی، ص ۷۵)

﴿ پیر پر اعتراض کا آٹھواں سبب ﴾

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بعض اوقات غیر کی صحبت بھی پیر پر اعتراض کا سبب بن جاتی ہے، لہذا یاد رکھیے کہ مرید کی صحبت کا معیار اَلْحُبُّ فِی اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰهِ ہونا چاہئے۔ یعنی محبت و نفرت صرف رضائے

رَبُّ الْاَنَامِ کے لیے ہونی چاہئے۔ جیسا کہ حضرت سیدنا امام عبد الوہاب شہرانی
قُدَسَ سِرُّہُ التَّوَرٰی (متوفی ۷۳ھ) ارشاد فرماتے ہیں کہ مرشد جس شخص کو اپنا دشمن
جانے مرید بھی اس سے دشمنی کرے اور مرشد جس سے دوستی رکھے، مرید
بھی اس سے دوستی رکھے۔ (الانوار القدیہ، الجزء الثانی، ص ۳۹)

مزید فرماتے ہیں کہ مشائخ کبار کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مرشد کی
محبّت کی شرائط میں سے ایک (اہم شرط) یہ ہے کہ مرید اپنے مرشد کی گفتگو
کے علاوہ دیگر تمام لوگوں کی گفتگو سننے سے اپنے کان بند کر لے۔ (یعنی مرشد
کے خلاف ذہن خراب کرنے والے کی گفتگو سُننا تو دُور کی بات نفرت کے باعث اس کے
سائے سے بھی بھاگے) پس مرید کسی بھی ملامت کرنے والے کی ملامت کو نہ
سنے یہاں تک کہ اگر شہر کے تمام لوگ کسی ایک صاف میدان میں جمع ہو کر
اسے اپنے مرشد سے نفرت دلائیں (اور ہٹانا چاہیں) تو وہ لوگ اس بات پر (یعنی
مرید کو مرشد سے دور کرنے پر) قدرت نہ پاسکیں۔

﴿ پیپر پین کی مثال ﴾

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس بات کو یوں سمجھیے کہ پیپر پین
صرف نرم جگہ پیوست ہوتی ہے، سخت جگہ میں اسے جتنا دبائیں وہ اندر جانے
کے بجائے خود ہی ٹیڑھی ہو جائے گی۔ ہم بھی اپنے اندر طریقت کی دیوار کو

سخت اور مضبوط کر لیں تاکہ کوئی لاکھ پیر و مُرشد کے خلاف اُکسائے اور وسوسے دلائے مگر طریقت کی دیوار مضبوط ہونے کی بنا پر اس کے وسوسوں کی پن ہمارے دل میں داخل ہونے کے بجائے خود ہی ٹیڑھی ہو جائے۔ مرشد کی محبت کا سیسہ اگر طریقت کی دیوار میں پگھلا کر ڈال دیا جائے تو کوئی وسوسہ دل کی طرف راہ نہیں پائے گا۔

﴿ پیر پر اعتراض کا نواں سبب ﴾

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بعض اوقات مرشد اپنے کسی مرید کے خصوصی اوصاف کی بنا پر اس سے زیادہ محبت کرے یا اسے کوئی مَنصَب عطا کر دے تو شیطان دوسرے مریدوں کے دل میں یہ وسوسے ڈالتا ہے کہ تعجب ہے! تمہارے ہوتے ہوئے یہ مَنصَب اسے دے دیا گیا! اس در پر طویل عرصہ تجھے گزرا مگر اسے آتے ہی مقام مل گیا! حالانکہ خدمت گزاری کے سبب یہ حق تیرا تھا مگر تیرے ساتھ نا انصافی کی گئی وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ مرید پر لازم ہے کہ فوراً ان تمام شیطانی وسوسوں کو دل سے جھٹک دے اور مرشد پر کبھی یہ اعتراض نہ کرے کہ اس نے ایسا کیوں کیا؟ ورنہ ناکامی و نامرادی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔

﴿ناکام مرید﴾

حضرت سیدنا امام عبد الوہاب شعرانی قُدس سرُّہ التَّوَدَّی (متوفی ۹۷۳ھ) ارشاد فرماتے ہیں کہ مرید پر لازم ہے کہ وہ اپنے مرشد کو کبھی کیوں نہ کہے کیونکہ تمام مشائخ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جس مرید نے اپنے مرشد کو کیوں کہا وہ طریقت میں کامیاب نہ ہو گا۔ (الانوار القدسیہ، ص ۲۶)

﴿پیر بھائیوں سے حسد﴾

پیارے اسلامی بھائیو! اگر آپ نے فوراً ان وسوسوں کو خود سے دُور نہ کیا کہ میرے پیر نے فلاں کو نوازا اور مجھے نہیں تو یاد رکھیے کہیں یہ وسوسے حسد کی شکل نہ اختیار کر لیں، کیونکہ اگر یہ حسد کی صورت اختیار کر گئے تو بربادی ہی بربادی ہے۔ چنانچہ حدیثِ پاک میں ہے کہ ”حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔“

(ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب الحسد، الحدیث: ۴۲۱۰، ج ۴، ص ۷۷۲)

﴿حسد کی نحوست﴾

اس ضمن میں دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 561 صفحات پر مشتمل کتاب ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت صفحہ 286 سے ایک عرض و ارشاد پیش خدمت ہے:

عرض: اگر کسی مرید کی اپنے شیخ سے زیادہ رسائی ہو اس پر اس کے پیر بھائی رنج رکھیں تو کیسا ہے؟

ارشاد: یہ حسد ہے جو لے جاتا ہے جہنم میں۔ ربُّ العزّت تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کو یہ رُتبہ دیا کہ تمام ملائکہ سے سجدہ کرایا، شیطان نے حسد کیا وہ جہنم میں گیا۔ دنیا میں اگر کسی کو اپنے سے زیادہ دیکھے تو شکر بجالائے کہ مجھے اتنا مبتلا نہ کیا اور دین میں دیکھے تو اُس کی دست بوسی کرے، اُسے مانے۔ کسی پر حسد کرنا ربُّ العزّت پر اعتراض ہے کہ اسے کیوں زیادہ دیا اور مجھے کیوں کم رکھا۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص ۲۸۶)

پیر باطن دیکھتا ہے ظاہر نہیں

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت، پروانہ شمع رسالت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن اکیس سال کی عمر میں جب اپنے والد ماجد کے ساتھ خاتم الاکابر حضرت سید شاہ آل رسول مارہری عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْغَفِیْرِ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں ان سے بیعت کی۔ ان کے مرشد کامل نے (اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَةُ رَبِّ الْعِزَّت کو مرید بنانے کے ساتھ) تمام سلسلوں کی اجازت و خلافت اور سند حدیث بھی عطا فرمائی۔ (حیات اعلیٰ حضرت، باب بیعت و خلافت، ج ۱، ص ۳۹) حالانکہ حضرت شاہ آل رسول قُدس سبب خلافت و

اجازت کے معاملے میں بڑے محتاط تھے۔ مگر جب اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمۃُ رَبِّ الْعِزَّت کو مرید ہوتے ہی جملہ سلاسل کی اجازت ملی تو خانقاہ کے ایک حاضر باش سے نہ رہا گیا۔ عرض کی: حضور! آپ کے خاندان میں تو خلافت بڑی ریاضت اور مجاہدے کے بعد دی جاتی ہے۔ ان کو آپ نے فوراً خلافت عطا فرمادی۔ حضرت شاہ آل رسول قُدسِ سُبْحَانِہُ نے اس شخص سے ارشاد فرمایا: لوگ گندے دل اور نفس لے کر آتے ہیں، ان کی صفائی پر خاصا وقت لگتا ہے مگر یہ پاکیزگی نفس کے ساتھ آئے تھے۔ صرف نسبت کی ضرورت تھی۔ وہ ہم نے عطا کر دی۔ پھر حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا، مجھے مدت سے ایک فکر پریشان کئے ہوئے تھی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وہ آج دور ہو گئی۔ قیامت میں جب اللہ عَزَّوَجَلَّ پوچھے گا کہ آل رسول ہمارے لئے کیا لایا ہے؟ تو میں اپنے مرید احمد رضا خان کو پیش کر دوں گا۔ پھر آپ قُدسِ سُبْحَانِہُ نے اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمۃُ رَبِّ الْعِزَّت کو وہ تمام اعمال و اشغال عطا فرمادیئے۔ جو خانوادہ بَرَکاتِیہ میں سینہ در سینہ چلے آرہے ہیں۔ (انوارِ رضا، ص ۳۷۸)

﴿ پیر کے منظور نظر سے محبت ﴾

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! اولیائے کرام و مشائخ

عظام کی نگاہ ولایت کے سامنے مرید کا ظاہر بھی ہوتا ہے اور باطن بھی۔ پیر اپنے مرید کو اس کے ظاہر یا باطن کی بنا پر فیض سے نوازتے ہیں۔ لہذا اگر پیر کسی مرید کو نوازیں تو اس سے حسد کرنے کے بجائے اس کی محبت کو سینے میں بساتے ہوئے اپنی کوتاہی پر نظر کرنی چاہئے۔ جیسا کہ حضرت سیدنا امام عبد الوہاب شہرانی قدس سرہ التَّوَكَّلِ (متوفی ۹۷۷ھ) ارشاد فرماتے ہیں کہ مرید پر لازم ہے کہ جب اس کا مرشد اس کے پیر بھائیوں میں سے کسی ایک کو اس سے آگے بڑھادے (یا کوئی منصب عطا کرے) تو وہ اپنے مرشد کے اَدَب کی وجہ سے اپنے اس پیر بھائی کی خدمت (اور اطاعت) کرے اور حسد ہر گز نہ کرے۔ ورنہ اس کے جھے ہوئے پاؤں پھسل جائیں گے اور اسے بڑا نقصان پیش آئے گا۔ لیکن اگر کوئی مرید اپنے پیر بھائیوں سے آگے بڑھنا چاہے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے مرشد کی خوب اطاعت کرے اور اپنے آپ کو ایسی صفات سے آراستہ کر لے جن کے ذریعہ وہ آگے بڑھ جانے کا مستحق ہو جائے اور اس وقت مرشد بھی اسے اسی پیر بھائی کی طرح دوسرے پیر بھائیوں سے آگے بڑھادے گا کیونکہ مرشد تو مریدوں کا حاکم اور ان کے درمیان عدل کرنے والا ہوتا ہے اور بہت کم ہے کہ کوئی مرید اس مرض سے بچ جائے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی پناہ میں رکھے۔ (الانوار القدسیہ، الجزء الثانی، ص ۲۹)

مرشد کی نظر

۱۵ رمضان المبارک ۷۸۷ھ بمطابق 10 ستمبر 1357ء کو حضرت شیخ الاسلام خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ التَّوَّابِ پر اچانک بیماری کا غلبہ ہوا تو لوگوں نے عرض کی: مشائخ اپنے وصال کے وقت کسی ایک کو ممتاز قرار دے کر اپنا جانشین مقرر فرماتے ہیں، آپ بھی اپنا کوئی جانشین مقرر فرما دیجئے۔ حضرت شیخ الاسلام رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا: اچھا مستحق لوگوں کے نام لکھ کر لاؤ۔ مولانا زین الدین عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ التَّوَّابِ کو یہ اہم ذمہ داری سونپی گئی جو یقیناً ایک اہم شخصیت ہوں گے۔ چنانچہ انہوں نے دیگر عمر رسیدہ و پختہ کار مریدوں کے باہمی مشورہ سے ایک فہرست تیار کر کے پیش کی مگر اس میں آپ کے مرید خاص حضرت گیسو دراز رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا نام شامل نہ کیا شاید اس لیے کہ وہ ابھی ان کی نسبت کم عمر تھے۔ چونکہ حضرت شیخ الاسلام رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نگاہ باطن سے وہ کچھ ملاحظہ فرما رہے تھے جن سے یہ لوگ بے خبر تھے۔ لہذا آپ نے فہرست دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ تم کم لوگوں کے نام لکھ لائے ہو؟ ان سب سے کہہ دو خلافت کا بار سنبھالنا ہر شخص کا کام نہیں۔ اپنے اپنے ایمان کی حفاظت کی فکر کریں۔

غور طلب بات ہے کہ اس فہرست میں کس قدر غور و خوض کے بعد اہم ترین اور بظاہر باصلاحیت شخصیتوں کو چُنا گیا ہوگا۔ مگر نگاہ مرشد کے اسرار کو سمجھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ اس لیے مولانا زین الدین علیہ رحمۃ اللہ البتین نے اسی فہرست کو مختصر کر کے دوبارہ آپ کی بارگاہ میں پیش کر دیا، مگر اب بھی اس فہرست میں حضرت گیسو دراز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام نہ تھا۔

تو شیخ الاسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ سید محمد حضرت خواجہ گیسو دراز کا نام تم نے نہیں لکھا۔ حالانکہ وہی تو اس بارگراں کو اٹھانے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ یہ سن کر سب تھر تھر کانپنے لگے۔ اب جب حضرت خواجہ گیسو دراز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام بھی فہرست میں لکھ کر حاضر ہوئے تو حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فوراً اس نام پر حکم صادر فرمادیا۔ اس وقت حضرت گیسو دراز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر 36 سال سے کچھ زیادہ نہ تھی۔

(آداب مرشد کامل، ص ۵۶)

﴿مرشد کی اطاعت کا صدقہ﴾

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا گیسو دراز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
کو یہ مرتبہ ایسے ہی نہ ملا بلکہ یاد رکھیے کہ انہوں نے کبھی اپنے مرشد کے فرمان سے روگردانی نہ کی اور نہ کبھی اپنے مرشد کے فرمان کو عقل کے ترازو میں

تولنے کی کوشش کی۔ چنانچہ،

ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت (مکمل چار حصے) صفحہ 298 پر ہے: حضرت سیدنا گیسو دراز رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اَیْکَ بَار سِر رَاہ بیٹھے تھے (کہ) حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی کی سواری نکلی۔ انہوں نے اٹھ کر زانوئے مبارک پر بوسہ دیا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا: سید فرو ترک! (یعنی) سید اور نیچے بوسہ دو۔ انہوں نے پائے مبارک پر بوسہ لیا۔ فرمایا: سید فرو ترک! انہوں نے گھوڑے کے سُم پر بوسہ دیا۔ ایک گیسو کہ رکاب مبارک میں اُلجھ گیا تھا وہیں اُلجھا رہا اور رکاب سے سُم تک بڑھ گیا۔ حضرت نے فرمایا: سید فرو ترک! انہوں نے ہٹ کر زمین پر بوسہ دیا۔ گیسو رکاب مبارک سے جدا کر کے حضرت تشریف لے گئے۔

لوگوں کو تعجب ہوا کہ ایسے جلیل سید (اور) اتنے بڑے عالم نے زانو پر بوسہ دیا اور حضرت راضی نہ ہوئے اور نیچے بوسہ دینے کو حکم فرمایا، انہوں نے پائے مبارک کو بوسہ دیا اور نیچے کو حکم فرمایا، گھوڑے کے سُم پر بوسہ دیا اور نیچے کو حکم فرمایا یہاں تک کہ زمین پر بوسہ دیا۔ یہ اعتراض حضرت سید گیسو دراز نے سنا (تو) فرمایا: لوگ نہیں جانتے کہ میرے شیخ نے ان چار بوسوں میں کیا عطا فرما دیا؟ جب میں نے زانوئے مبارک پر بوسہ دیا، عالمِ ناسوت

(عالم شہادت، عالم خلق) منکشف ہو گیا۔ جب پائے اقدس پر بوسہ دیا عالم ملکوت (عالم غیب، عرش، عالم بالا) منکشف ہوا۔ جب گھوڑے کے سُم پر بوسہ دیا عالم جبروت (قدرت، طاقت، حشمت، عظمت، بزرگی، جلال) منکشف تھا۔ جب زمین پر بوسہ دیا عالم لاهوت (عالم ذات الہی جس میں سالک کو فنا فی اللہ کا مقام حاصل ہوتا ہے، گنج مخفی، مقام محویت) کا انکشاف ہو گیا۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص ۲۹۸ بحوالہ سبع سنابل، سنبہ دوم، ص ۶۹، ۶۸)

﴿ اللہ دیکھ رہا ہے ﴾

منقول ہے کہ ایک پیر صاحب اپنے عمر رسیدہ مریدوں کے بجائے ایک نوجوان مرید کی زیادہ عزت افزائی فرمایا کرتے۔ جو بعض عمر رسیدہ مریدوں کو ایک آنکھ نہ بھاتی، چنانچہ ایک مرید نے ان سے اس کے متعلق شکوہ کرتے ہوئے عرض کی کہ آپ اس نوجوان کو ہم عمر رسیدہ و پختہ کار مریدوں پر اس قدر ترجیح کیوں دیتے ہیں؟ تو پیر صاحب نے ارشاد فرمایا: میرا یہ مرید ادب و عقل میں تم سب سے فائق و بلند ہے، جس کی وجہ سے میں اسے بہت چاہتا ہوں اور اس کا ثبوت میں تمہیں ابھی دے دیتا ہوں تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ اس میں کون سی خوبی ہے۔ پھر پیر صاحب نے کچھ پرندے منگوائے اور اپنے تمام مریدوں کو ایک ایک پرندہ اور ایک ایک

چھری دے کر فرمایا: اس پرندے کو ایسی جگہ ذبح کر کے لاؤ جہاں کوئی دیکھنے والا موجود نہ ہو۔ اس نوجوان کو بھی اسی طرح پرندہ دیا اور اس سے بھی وہی بات فرمائی۔ تھوڑی دیر کے بعد ان میں سے ہر ایک ذبح کیا ہوا پرندہ لے کر واپس آیا لیکن وہ نوجوان زندہ پرندہ ہاتھ میں پکڑے ہوئے واپس آیا، پیر صاحب نے پوچھا کہ دوسروں کی طرح تم نے اسے کیوں ذبح نہ کیا؟ اس نے عرض کی: حضور! مجھے کوئی ایسی جگہ نہیں ملی جہاں کوئی دیکھتا نہ ہو کیونکہ میں جہاں بھی گیا تو پایا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے دیکھ رہا ہے۔ اس لئے مجبوراً واپس لے آیا۔ یہ سن کر تمام پیر بھائیوں کی آنکھوں پر پڑا ہوا حجاب دُور ہو گیا اور انہوں نے نہ صرف پیر صاحب سے مُعافی مانگی بلکہ عرض کی: واقعی یہ نوجوان اس بات کا حقدار ہے کہ اس کی عزت کی جائے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب المراقبۃ والحاسبۃ، باب المراقبة الثانیۃ، ج ۵، ص ۱۲۸)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہماری نگاہ ظاہری صلاحیت و شخصیت کو دیکھتی ہے مگر مرشد کامل اپنی نگاہ ولایت سے کھرے کھوٹے کی پہچان کر کے بہتر ہی کو سامنے لاتے ہیں اور سامنے آنے والا نگاہ مرشد کی برکت سے ایسا باکمال ہو جاتا ہے کہ لوگ اس کے ذریعے ہونے والے کام دیکھ کر ششدر رہ جاتے ہیں مگر کامیاب وہی رہتے ہیں جو اس حقیقت کو ہر دم پیش نظر رکھتے ہیں

کہ یہ تمام کمالات کس کی نگاہ کے طفیل ہیں اور یقیناً میرا ہر عمل کسی کی نظروں سے قائم ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم سب کے ایمان کی حفاظت فرمائے اور مدنی ماحول میں استقامت عطا فرمائے اور مرشد کی بے ادبی سے محفوظ فرمائے۔

امین بجاۃ النبی الکریم الامین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

﴿ ماخذ و مراجع ﴾

نمبر شمار	کتاب	مصنف / مولف
1	قرآن مجید	کلام باری تعالیٰ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
2	کنز الایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۳۰ھ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
3	تفسیر نعیمی	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، مرکز الاولیاء لاہور
4	صحیح مسلم	امام ابوالحسن مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ دار ابن حزم، بیروت
5	سنن ابی داود	امام ابو داود سلیمان بن اشعث سجستانی، متوفی ۲۷۵ھ دار احیاء التراث العربی، بیروت
6	سنن الترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ دار الفکر، بیروت
7	ابن ماجہ	امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، متوفی ۲۷۳ھ دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
8	المعجم الاوسط	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ دار الفکر، بیروت
9	المعجم الکبیر	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ دار الفکر، بیروت
10	مجمع الزوائد	حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی، متوفی ۸۰۷ھ دار الفکر، بیروت
11	مراۃ المناجیح	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، مرکز الاولیاء لاہور

12	احیاء علوم الدین	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ دار صادر، بیروت ۲۰۰۰ء
13	رسالہ قشیریہ	امام ابو القاسم عبدالکریم ہوازن قشیری متوفی ۴۶۵ھ دار الکتب العلمیہ ۱۴۱۸ھ
14	الابرار	الشیخ احمد بن المبارک المغربي المالکی، متوفی ۱۱۵۵ھ مواظفہ ادارۃ الافتاء العام فی وزارة الاوقاف السوریہ
15	عوارف المعارف	امام شہاب الدین ابی حفص عمر بن محمد بغدادی متوفی ۶۳۲ھ دار الکتب العلمیہ ۱۳۲۶ھ
16	کشف المحجوب	داستانچ بخش علی بن عثمان بجوری متوفی ۴۶۵ھ نوائے وقت پرنٹرز مرکز الاولیاء لاہور
17	الانوار القدسیہ	عبدالوہاب بن احمد بن علی بن احمد شعرائی، متوفی ۹۷۳ھ المکتبۃ العلمیہ، بیروت
18	جامع کرامات اولیاء	علامہ یوسف بن اسماعیل نہائی متوفی ۱۳۵۰ھ مرکز اہل سنت برکات رضا
19	ہشت بہشت	ملفوظات خواجگان چشت شیر برادرز، مرکز الاولیاء لاہور
20	ہجۃ الاسرار	ابوالحسن نور الدین علی بن یوسف شطرنوفی، متوفی ۷۱۳ھ دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۳ھ
21	اصلاح اعمال	سیدی عبدالغنی نابلسی حنفی، متوفی ۱۱۴۱ھ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
22	فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ رضا فاؤنڈیشن مرکز الاولیاء لاہور
23	ملفوظات اعلیٰ حضرت	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
24	انوار رضا	
25	جنتی زیور	علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
26	آداب مرشد کامل	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
17	پیر کی مرید سے توقعات	1	درد و شریف کی فضیلت
18	اپنی کمزوری کا اعتراف کر لو	1	جاتا ہے تو جانے دو
20	پیر پر اعتراض کا دوسرا سبب	2	مجرم سے منہ موڑ لو
21	پیر کا امتحان لینے والے کا انجام	3	پیر کی ناراضی
23	اور جنت غائب ہو گئی	3	مرشد کو فوراً راضی کر لو
25	پیر پر اعتراض کا تیسرا سبب	4	مریدوں کو راضی کرنے والا پیر
25	کیا کشتی لڑنے والا بھی پیر ہو سکتا ہے؟	8	ہزاروں کے مجمع میں معافی
		10	مشکل الفاظ کے معافی و مفہوم
26	مرید کے لیے زہر قاتل	12	ناشکری
27	پیر بھی آخر انسان ہے	13	پیر کامل کو تکلیف دینا
28	خلاف سنت بات دیکھ کر شیخ سے پھر ناکیسا؟	13	اولیائے کاملین سے دشمنی کا وبال
		14	کچھ ولی پوشیدہ ہوتے ہیں
29	پیر معصوم نہیں	15	کامل پیر پر اعتراض کے نواساب
30	پیر پر اعتراض کا چوتھا سبب	15	پیر پر اعتراض کا پہلا سبب
31	علم کی آفت	16	کیا پیر کا حق ادا ہو سکتا ہے؟

44	پیر پن کی مثال	32	با آدب بالنصیب ، بے آدب
45	پیر پر اعتراض کا نواں سبب		بے نصیب
46	ناکام مرید	36	تم نے زبان سیدھی کی ہے
46	پیر بھائیوں سے حسد		ہم نے دل
46	حسد کی نحوست	37	پیر پر اعتراض کا پانچواں سبب
47	پیر باطن دیکھتا ہے ظاہر نہیں	38	دوسروں کے پیروں پر بھی
48	پیر کے منظورِ نظر سے محبت		اعتراض نہ کیجئے
50	مرشد کی نظر	39	پیر پر اعتراض کا چھٹا سبب
51	مرشد کی اطاعت کا صدقہ	41	پیر تو دیتا ہے ہم نہیں لیتے
53	اللہ دیکھ رہا ہے	41	پیر کی شدت
55	ماخذ و مرجع	43	پیر پر اعتراض کا ساتواں سبب
		43	پیر پر اعتراض کا آٹھواں سبب



دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ کے نگرانِ حضرت مولانا محمد عمران عطاری علیہ الباء کے تحریری بیانات

طبع شدہ

﴿1﴾ فیضانِ مرشد (صفحات 46)	﴿2﴾ جنت کی تیاری (صفحات 134)
﴿3﴾ احساسِ ذمہ داری (صفحات 50)	﴿4﴾ وقفِ مدینہ (صفحات 86)
﴿5﴾ مدنی کاموں کی تقسیم (صفحات 68)	﴿6﴾ مدنی کاموں کی تقسیم کے تقاضے (صفحات 73)
﴿7﴾ مدنی مشورے کی اہمیت (صفحات 32)	﴿8﴾ سود اور اس کا علاج (صفحات 92)
﴿9﴾ سیرتِ سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ (صفحات 75)	﴿10﴾ پیارے مرشد (صفحات 48)
﴿11﴾ برائیوں کی ماں (صفحات 112)	﴿12﴾ فیصلہ کرنے کے مدنی پھول (صفحات 56)
﴿13﴾ غیرت مند شوہر (صفحات 48)	﴿14﴾ جامع شرائطِ پیر (صفحات 88)
﴿15﴾ صحابی کی انفرادی کوشش (صفحات 124)	﴿16﴾ کامل مرید (صفحات 48)
﴿17﴾ پیر پر اعتراض منع ہے (صفحات 60)	

عنقریب آنے والے تحریری بیانات

﴿1﴾ امیرِ اہلسنت کی دینی خدمات	﴿2﴾ ہمیں کیا ہو گیا ہے؟
﴿3﴾ مقصدِ حیات	﴿4﴾ موت کا تصور



سُنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی حَلِیْلِ قُرْآنِ وَسُنَّتِ کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مجھے مجھے مدّ فی ماحول میں کثرتِ سنتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر شعراءِ مغرب کی نماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں رضائے الہی کیلئے اٹھی اٹھی نیتوں کے ساتھ ساری رات گزارنے کی مدّ فی التجا ہے۔ عاشقانِ رسول کے مدّ فی قافلوں میں بہتیتِ ثواب سنتوں کی تربیت کیلئے سفر اور روزانہ کلمہ عید کے ذریعے مدّ فی انعامات کا رسالہ پُر کر کے ہر مدّ فی ماہ کے بعد الہی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے ذمّے دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے، اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَلٰی سُنَّتِ اس کی بَرَکات سے پابندِ سقّت بنے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کیلئے کوشش کرنے کا ذمّہ بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا بیڑہ بنائے کہ ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔“ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَلٰی سُنَّتِ اپنی اصلاح کی کوشش کے لیے ”مدّ فی انعامات“ پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے ”مدّ فی قافلوں“ میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَلٰی سُنَّتِ



مکتبہ اسلامیہ
(دعوتِ اسلامی)
MC 1286

فیضانِ مدینہ محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

فون: 021-34921389-93 Ext: 2634

Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net